بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام وعلیکم رحمت اللہِ برکاتہ

محترم قارئین !!

اللہ سبحان تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ تمام کو خیر وعافیت سے رکھے اور دین و دنیا کے کاموں میں بھرپور حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے آمین اور اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں یہ توفیق عطا فرمائی کہ ہم دین کو عام کرنے کی کوشش کرتے رہیں اور دوسروں تک پہنچانے کی ہمت اور استقامت کا جذبہ بلند رکھیں۔ استقامت تو اس لئے ضروری ہے کہ کارگاہِ حیات میں کامیابی حاصل کرنے کا سب سے مظبوط سبب استقامت ہی ہے، اصحابِ استقامت پر فرشتے اُترتے ہیں اور انہیں مشکلات اور خوف سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں جن لوگوں میں استقامت نہیں ہوتی اور وہ معمولی پریشانیوں سے گھبرا جاتے ہیں یا انہیں دین اور دنیا کے کسی بھی شعبے میں کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ تقویٰ اس لئے ضروری ہے کیونکہ تقویٰ سعادت وکامرانی کی جڑ ہے۔ سورۂ طلاق۔ آیت ۲ میں اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ ’’ تقویٰ ‘‘ والوں کے لئے مصائب سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال دوں گا اور انہیں ایسی جگہ سے رزق دوں گا جہاں سے اُنہیں وہم وگمان بھی نہیں ہوگا۔‘‘

سابقہ مضامین ۱۔’’ قرآنی زندگی ‘‘ ۲۔’’ **اللہ کی صنائی** ‘‘ ۳۔ ’’ **صبروشکر** ‘‘ کے بعد اب ’’ **تقویٰ** ‘‘ کے عنوان سے کچھ لکھنے کی جسارت کی ہے۔ اُمید ہے کہ آپ اس مضمون کو پسند فرمائیں گے۔ اور اپنی عملی زندگی کا حصہ بھی بنائیں گے۔

اگر آپ نے سابقہ مضامین نہیں پڑھے ہیں تو میری ویب سائیڈ پر جائیے۔ جس کا پتہ یہ ہے۔

(www.syedrizvi.co.u k) گزارش ہے کہ Internet explorer پر جائیں پھر documents file پر کلیک کریں۔ وہاں سے آپ ڈاؤن لوڈ بھی کرسکتے ہیں۔ کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس سائیٹ کے بارے میں بتائیں اور جتنی بھی ہوسکے فوٹو کاپیز بنا کر تقسیم کریں اور دعوے کے کام میں بھرپور حصّہ لیں اور ثواب جاریہ حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ’’ وتعلوا علی البر وتقویٰ ‘‘ (المائدۃ۔ آیت ۲) اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

آج کل کے مصروف ترین دنوں میں لوگ جسمانی عبادات کو ہی صرف اسلام سمجھ لیتے ہیں۔ جو اسلام کے پانچ ارکان ہیں جیسے کہ کلمہ پڑھنا ، نماز ، روزہ ، زکوٰۃ اور حج ہیں۔ یہ تمام عبادات دینِ اسلام کی بنیاد ہیں۔ اگر ان میں ’’ تقویٰ ‘‘ شامل نہ ہو تو ان عبادات کو دل کی گہرائی سے ادا نہیں کرسکتے اور نہ ہی اُس کا مکمل لطف حاصل ہوتا ہے اور یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر اپنی آخرت سنواری جاسکتی ہے اور تقویٰ کی زندگی ہمیں جنت سے قریب کردیتی ہے۔

میں اللہ سبحان تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ہم سب کو تقویٰ کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب

جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اُس کے لئے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا
ہے اور ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اُسے گمان بھی نہ ہو۔ جو شخص اللہ پر توکل کرے گا
اللہ اُس پر کافی ہوگا اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا۔ (سورۃ طلاق ۔آیت ۲)

التقوی

TaQwa

تقویٰ کی زندگی ۔ کامیاب زندگی

ہماری مختصر زندگی کے شب وروز کس چیز کی آرزو اور جستجو میں گزرتے ہیں ؟ کامیابی کی ! کامیاب زندگی کی ! کامیابی کا تصور ، کامیابی کا خیال، کامیابی کی منزل۔ان سے زیادہ حسین دل نواز اور محبوب زندگی میں کوئی شے نہیں۔ہم زندگی بھر کسی نہ کسی کامیابی کی تلاش میں سرگرداں اور کوشاں رہتے ہیں۔ ہمارا ہر کام، ہر بھاگ دوڑ، ہر مہم کا مقصود و مطلوب کامیابی کا حصول ہوتا ہے،ہم ہر چھوٹا بڑا اقدم کامیابی کی دھن میں اُٹھاتے ہیں۔ بڑے بڑے حیرت انگیز معرکے بھی اِسی دھن میں سر کرلیتے ہیں۔۔پوری زندگی کامیاب زندگی ہو، پھر اِس سے بڑی آرزو اور کیا ہوسکتی ہے۔یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

کامیابی کیا ہے ؟اپنے مقصود کو پالینا ہی کامیابی ہے۔ ہر کام کا کوئی نہ کوئی مقصود ہوتا ہے۔تو پھر ساری زندگی کا مقصد کیا ہے ؟ کیا یہ کہ ہم کھیل کود اور لہو ولعب سے اپنے دل کو بہلالیں اور تفریح کے مزے لوٹیں؟ یا یہ کے ہم جسم کی، لباس کی ،مکان کی ،زیب وزینت اور آرائش وزیبائیش سے اپنے دل ونگاہ کی لذت کا سامان کرلیں ؟ یا یہ کہ سامان زینت ،مال ودولت ، تعداد وقوت،اولادو برادری نام وشہرت ،رتبہ واقتدار زیادہ سے زیادہ اختیار کرلیں ، دوسروں کے مقابلے میں آگے بڑھ جائیں ،ان پر برتری حاصل کرلیں ؟ بے شک ان میں سے ہر چیز کی کشش ہمارے اندر رکھی گئی ہے۔ ہر چیز میں زندگی کے لئے قدر وقیمت ہے ،ہر چیز میں لذّت اور عیش کا سامان ہے،اور بے شک ان میں سے کوئی چیز بھی حرام نہیں ہے پوچھو، کس نے اللہ کی زینت کو حرام کیا ہے ،جواُس نے اپنے بندوں کے لئے بنائی ہے۔لیکن اِن میں سے ہر کامیابی کی لذّت اور عیش بس آخری سانس تک ہے۔اِن میں سے ہر چیز لہلہاتی ہوئی کھیتی کی طرح بلآخر خشک ہوجاتی ہے، زرد پڑجاتی ہے ،اپنی زینت اور لذت کھودیتی ہے اور چوراچورا ہوکر مٹی میں مل جاتی ہے۔اِس جہاں بے وفا کی ہر چیز کا مقدر رفنا کے گھاٹ اُتر جانا ہے۔ پھر کیا کوئی نسخہ ایسا بھی ہے جو اِس چوراچورا ہوکر مٹی میں مل جانے والی کھیتی سے سدا بہار فصل پیدا کردےِ جو ان فنا ہونے والی لذّتوں کو ابدی لذّتوں میں ،یہاں کے عارضی عیش کو ہمیشہ ہمیشہ کے عیش میں تبدیل کردے اور مٹ جانے والی متاع کے بدلے میں ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتوں سے جھولی بھرلے۔

ہاں۔۔ قرآن کہتا ہے ، ایسا نسخہ موجود ہے اور وہ بڑا آسان اور یقینی بھی ہے۔یہ نسخہ " **تقویٰ کی زندگی کا نسخہ ہے** " **تقویٰ کی زندگی** کیا ہے ؟ وہ زندگی جس کا مقصود و مطلوب اللہ تعالیٰ ہو جس کا مرکز ومحور وہ ہو، اُسکی عبادت اور بندگی ہو، اُس کی اطاعت ہو ،اُس کی

محبت ہو۔۔جس زندگی میں ہمارا ہر کام ایسا ہو کہ وہ عبادت کا کام ہو ، وہ زندگی جس میں ہمارے دلوں میں صرف اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم ہو۔نہ خواہش نفس کی ، نہ دنیا کے عیش ولذت کی ، نہ جاہ ومال کی اور نہ کسی انسان کی۔۔اور ہر کام اُس کے حکم سے ہو۔یعنی ہر کام اُس کی خوشنودی کی خاطر ہو ، اُس کی مرضی کے مطابق ہو ، اُس کے حکم کی تعمیل میں ہو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی معبود اور محبوب ہے اس لئے کوئی کام ایسا نہ ہو جو اس کو ناراض کرنے والا ہو۔ایسا کام کرنا اتنا ہی ناگوار اور نا قابل برداشت ہو ۔جیسے آگ میں جلنا۔

ایسی زندگی ہی کو قرآن میں " تقویٰ " کی زندگی بتایا گیا ہے۔اسی کے لئے دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیوں کی خوشخبری ہے۔یہی زندگی ہر قسم کے نقصان اور ضرر کے خوف اور غم کے تاریک سایوں سے محفوظ ہے۔یہی زندگی کامیاب زندگی ہے۔اور اِس کا ارشاد کلامِ پاک میں متعدد مقامات پر کیا گیا ہے۔

ترجمہ۔۔ جو اللہ کے دوست ہیں ، جو ایمان لائے اور جنھوں نے تقویٰ کا رویہ اختیار کیا ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے دنیا اور آخرت دونوں زندگیوں میں ان کے لئے بشارت ہی بشارت ہے۔اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔یہی بڑی کامیابی ہے۔

(سورۃ یونس۔آیت ۶۲۔۶۴)

اللہ تعالیٰ ہمارا مولیٰ ہے ہمارے اُوپر شفیق ورحیم ہے ، ہمارا خیر خواہ ہے۔اسی لئے وہ ہم سب کو ،اگلوں کو بھی اور پچھلوں کو بھی ،ایک ہی نصیحت فرماتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم تقویٰ کی زندگی بسر کریں ۔

ترجمہ۔۔تم سے پہلے جن کو ہم نے کتاب دی تھی اُنھیں بھی یہی ہدایت کی تھی اور اب تم کو بھی یہی ہدایت کرتے ہیں کہ خدا سے ڈرتے رہو ۔ (سورۃ النساء۔ آیت ۱۳۱)

اللہ کے سارے انبیاء یہی پیغام لے کر آئے ،اسی کی تعلیم دی ،اسی مقصد کے لئے زندگیوں کا تزکیہ کیا کہ ،صرف اللہ کو معبود بناؤ اور تقویٰ کی زندگی اختیار کرو اس مقصد کے لئے ہمارا کہنا مانو ، کہ اللہ پر ایمان اور اس سے محبت کا راستہ یہی ہے (الشعراء۔آیت ۱۰۷،۱۰۸) غور کیجیے تو قرآن مجید بھی متقی بننے کا کورس ہے۔راہ نما اور گائیڈ ہے۔" ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْن " یہی نزول قرآن کا مقصد ہے۔وہ زندگی کو سنوارتا ہے ،تقویٰ کی راہ کھولتا ہے ،اس پر چلاتا ہے ،اس کو پختہ تر کرتا ہے ،کیونکہ تقویٰ ہی پر دنیوی کامیابی کا انحصار ہے ،تقویٰ ہی پر آخرت کی کامیابی کا مدار ہے ،روحانی صحت، دل کی طمانیت ، آنکھوں کی ٹھنڈک اور محبت خاطر ، تقویٰ ہی کا نتیجہ ہے۔

دنیوی لحاظ سے کامیاب زندگی کیا ہے ؟ جو آسمان وزمین کی نعمتوں سے مالا مال ہو، اس کا حصول تقویٰ پر منحصر ہے۔

ترجمہ ۔۔" اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے ۔ (سورۃ الاعراف۔آیت ۹۶)

تقویٰ کا لازمی نتیجہ استغفار ہے اور استغفار کے نتیجہ میں آسمان وزمین سے برکتوں کے دہانے کھل جاتے ہیں۔

ترجمہ ۔۔ "تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا ، تمھیں مال اور اولاد سے نوازے گا ، تمھارے لیے باغ پیدا کرے گا اور تمھارے لئے نہریں جاری کرے گا"۔ (سورۃ نوح۔ آیت ۱۱۔۱۲)

کامیاب زندگی وہ ہے جسے دشمنوں کی چالوں اور تدبیروں سے حفاظت حاصل ہو۔ یہ بھی تقویٰ کے ساتھ شامل ہے (آلِ عمران۔ آیت ۱۲)

ترجمہ ۔۔ کامیاب زندگی وہ ہے، جس میں مشکلات آسان ہوں ، دشواریوں میں راستہ نکلے رزق نصیب ہو ، ہر کام آسان ہو۔ اس کا وعدہ متقین سے کیا گیا ہے۔ (سورۃ اطلاق۔ آیت ۲۔۴)

دنیا و آخرت میں اللہ کی اطاعت اور محبت اور اُس کے نزدیک قبولیت کی بشارت بھی متقین کے لئے ہے " واعلموان اللہ معاالمتقین "

ترجمہ ۔۔ " یہ جان رکھو کہ اللہ انہی لوگوں کے ساتھ ہے جو اس کی حدود توڑنے سے پرہیز کرتے ہیں "

ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں " اللہ تو متقیوں کی نذریں قبول کرتا ہے "

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ " بے شک اللہ متقیوں کو محبوب رکھتا ہے "

اور آخرت میں تو ان کے لئے مغفرت ہے ، آگ سے نجات ہے ، جنت ہے ، جنت کی نعمتیں ہیں ، کامیابی کی نوید ہے اور پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ " جنت تو تیار ہی متقین کے لئے کی گئی ہے ، ان کے بالکل قریب لے آئی جائے گی ۔ تقویٰ ہو تو وہ جنت کیا دور ہے۔

تقویٰ کا یہ مقام کیوں ہے ؟ یہ جاننے کے لئے تقویٰ کی حقیقت جاننا ضروری ہے۔ تقویٰ کے معنی بچنے اور ڈرنے کے ہیں۔ بچنا اور ڈرنا کس چیز سے ؟ اپنے معبود کی ناراضی سے، جو سب سے بڑھ کر محبوب بھی ہے۔ بچنا اور ڈرنا اتنی اعلیٰ انسانی صفات کیسے ہو گیا ؟ اس لئے کہ معبودِ حقیقی بے انتہا رحم کرنے والا ہے ، سراپا شفقت ہے ، ایک ایک لمحے اور ایک ایک ضرورت کے لئے مدد کرنے والا ہے ، اس نے چند روزہ زندگی دے کر اپنے پاس بے شمار اجرِ عظیم کا دروازہ کھول دیا کہ اُس کا تصور بھی محال ہے۔ یوم الدّین اس کی انتہائی رحمت کا دن ہوگا۔ ایک حصّہ رحمت کی جلوہ گری اس دنیا میں ہے ، ننانوے فی صد حصوں کی اُس دن ہوگی۔ پھر ایسے رحمان سے ڈر اور خوف خشیت اور تقویٰ کس لیے : اگر میں اس کی اتنی بے پایاں رحمت کے باوجود اس کے انعام اور جنت سے محروم رہوں ! کیا ہوگا اگر یہ رحمت مجھ سے چھن جائے ! اتنا اجرِ عظیم ، پتہ نہیں یہ مجھے ملتا ہے یا نہیں ! اتنی اور اتنے آسان اجر کے باوجود ، کہیں میں محروم نہ ہو جاؤں ! یہ ہے تقویٰ کی اصل بنیاد۔ تمام اعلیٰ صفاتِ کاملہ اس مکمل عبودیت اور محبت کے سرچشمے سے اُبلتی ہیں۔ ہم اللہ سے ایمان ، بندگی اور محبت کا یہ تعلق قائم کر لیتے ہیں۔ پھر ہم ہر فنا ہونے والی ، ڈوبنے والی چیز سے منہ موڑ کے ، اپنا رخ ، اپنی زندگی کی سمت ، اپنی بھاگ دوڑ کا مرکز اسی کو بنا لیتے ہیں جس کے بے پناہ جلال اور بے حساب اکرام کا فیضان ہمیشہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ پھر ہم زندگی کے سارے واقعات اور حوادث اور راحت والم اور اسباب کے پردے کے پیچھے اسی رب رحمان کی تدبیر اور تعریف کو کارفرما دیکھتے ہیں۔ اور اپنی پوری زندگی کو اللہ کی راہ پر لگا دیتے ہیں جو کسی کا محتاج نہیں مگر ہماری ہر ہر حاجت وہی پوری کرتا ہے اور وہی کر سکتا ہے۔ اور اس کے علاوہ ہر مخلوق کے ساتھ محتاجی کا رشتہ قطع کر دیتے ہیں پھر ہم اُسی کے ہو رہتے ہیں اور ہر وقت اس پر ہر حکم بجالانے کے لئے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہیں

اور اُس کے ہر اشارے پر دوڑ دوڑ کر ہر وہ کام کرتے ہیں۔ جس سے اُس کی خوشنودی حاصل ہو ، کہ ہمارے دل پر جو ہمارے ہر عمل کا محرک ہے وہی وحدہ لاشریک حاکم ہوتا ہے۔ پھر ہم ہر کام کرتے ہوئے اپنی نظر اُس کے وجہ کریم پر رکھتے ہیں کہ وہ ہم سے خوش ہے، ناراض تو نہیں اور اسی نظر میں دو جہاں کی لذت پاتے ہیں پھر ہم ان مقامات کی طلب میں گریہ وزاری کرتے ہیں۔ اور ان کو جتنا حصّہ بھی نصیب ہو جائے ، اُسی کو دین سمجھتے ہیں ، اپنی خوش قسمتی پر ناز کرتے ہیں اور اُس پر اس کی حمد وشکر سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں (تیری حمد ہے یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے ، اور کہتے ہیں کہ اللہ کی حمد ہے جس نے ہمیں اس راہ پر چلایا۔ اور یہ ہمارے بس میں نہ تھا کہ ہم خود چلتے اگر اللہ سبحان تعالیٰ (ہمارا ہاتھ پکڑ کے) ہمیں نہ چلاتا۔ جس کو جتنا نصیب ہو جائے ، وہ متقی ہے۔ اس کے ظاہر و باطن میں انقلاب آجاتا ہے۔ اس کی دنیا ہی بدل جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ جو کہتا ہے وہ کرتا ہے، جس طرح وہ رکھتا ہے اسی طرح رہتا ہے۔ ایک رضا بالحکم پر کار بند رہتا ہے۔ اور یہ سچا یقین کہ مجھ پر کچھ نہ ہوگا۔ سوائے اس کے جو تو نے لکھ دیا ہے ، اور جو تو دے اُس پر راضی رہوں۔ کی پکار نکلتی ہے تو وہ اقرار کرتا ہے۔ (جو تو دے اُس کو کوئی روکنے والا نہیں جو تو منع کر دے اسے دینے والا کوئی نہیں)

اسی لئے امام غزالیؒ فرماتے ہیں " جس نے تقویٰ اختیار کیا اُس کے سارے تردادت رفع ہو گئے اب وہ آرام سے جدھر چاہے سو رہے جو بات اصل تھی وہ حاصل ہو گئی " اب وہ ہر خوف اور ہر ملال سے محفوظ ہے۔

ترجمہ: ارشاد ہے۔ جو تقویٰ اختیار کرے اور اپنی حالت درست کرے ایسے لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ ڈر **(سورۃ الاعراف۔ آیت ۳۵)**

تقویٰ کو ناپنے کے پیمانے تو بہت ہیں، لیکن سچّی بات تو یہ ہے کہ تقویٰ تو قلب کا فعل ہے۔ صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لیے فرمایا تقویٰ یہاں ہے ، تقویٰ یہاں ہے **(اور اپنے سینے مبارک کی طرف اشارہ فرمایا)** اس کی کیفیت کو جاننے والا صرف اللہ ہے ، اس کے علاوہ نہ کوئی جان سکتا ہے ، اور نہ کوئی پیمانہ اسے ناپ سکتا ہے۔ ہم خود اپنے کو کچھ سمجھنے لگیں ، متقی سمجھنے لگیں ، تو اس خیال سے بڑھ کر تقویٰ کو غارت کرنے والی اور کوئی چیز نہیں۔ **(سورۃ النجم۔ آیت ۳۲)**

ترجمہ ۔ تقویٰ کے حقیقی مظاہر کیا ہیں؟ حق کو قبول کرنا ، حق پر کار بند ہونا ، حق کو پہچاننا **(سورۃ الزمر۔ آیت ۳۹)**

ایمان اور صرف اللہ کی محبت میں اپنا مال خرچ کرنا ، وعدہ کرنے کے بعد اُس کو نبھانا اور صبر واستقامت ، تنگی اور شدائد میں بھی ، مرض میں بھی ، اللہ کے لئے جنگوں میں بھی ۔ **(سورۃ البقرا۔ آیت ۱۷۷)**

ایفائے عہد کا تو متعدد جگہ ذکر ہے کہ اسی پر سارا دین قائم ہے۔ تنگی ہو یا فراخی ، دل کھول کر خرچ کرنا ، دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کر دینا اور کوئی سنگین گناہ بھی ہو جائے (جو ایک متقی سے بھی ہو سکتا ہے) تو فوراً اللہ کو یاد کرنا ، اس سے اِستغفار کرنا اور اپنے گناہوں پر نہ اڑنا۔ راتوں کو کم سونا اور اپنے معبود و محبوب سے گڑگڑانا، آخر شب میں اپنے گناہوں پر آہ وزاری کرنا اور اُس سے بخشش طلب کرنا اور اپنے مال میں ہر مانگنے والے اور محروم کا حصّہ رکھنا۔ **(سورۃ الذاریات۔ آیت ۱۹)**

تقویٰ کیسے حاصل ہوسکتا ہے ؟ قرآن نے پہلے ہی قدم پر اس کا نسخہ ہمارے ہاتھ میں تھما دیا۔ سورۃ البقرا کی ابتدا ہی میں تقویٰ کا ذکر ہے اور متقین کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآنِ حکیم کا مقصد

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ترجمہ ۔۔ پرہیزگاروں کے واسطے ہدایت ہے۔ (سورۃ البقرا۔ آیت ۲)

مُتَّقِین (پرہیزگار) یہ متقی کی جمع ہے اور لفظ تقویٰ سے بنا ہے۔ متقی وہ ہے جس میں تقویٰ ہو۔ تقویٰ احتیاط اور نگہداشت کو کہتے ہیں۔ اسی اعتبار سے متقی کے معنی ہوئے پرہیزگاری کے ساتھ بسر کرنے والا۔ جو ہر کام سوچ سمجھ کر احتیاط سے کرتا ہو۔ تقویٰ کی تشریح میں حضرت ابی بن کعبؓ کا یہ واقعہ قابل غور ہے۔ حضرت ابی بن کعبؓ سے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ تقویٰ کسے کہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا اگر کسی ایسے جنگل میں سے گذرو جو کانٹوں اور جھاڑیوں سے بھرا ہوا ہو تو کیا کرو گے؟ اُنہوں نے جواب دیا۔ میں اپنے کپڑوں کو سمیٹ لوں گا کہ دامن کانٹوں سے نہ اُلجھے۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا۔ بس یہی تقویٰ ہے۔ ظاہر ہوا کہ قرآن کی ہدایت اُن لوگوں کے لئے مفید ہے۔ جو دنیا کی زندگی کے جنگل میں ہر قسم کے کانٹوں یعنی گناہوں وغیرہ سے بچ کر اپنی منزل تک پہنچنا چاہتے ہوں۔

انسان دو قسم کے پائے جاتے ہیں۔ بعض کی طبیعت لا اُبالی ہوتی ہے۔ وہ اس قدر بے فکرے ہوتے ہیں کہ بے سوچے سمجھے ہر کام میں ہاتھ ڈال دیتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں۔ جو ہر کام کرنے سے پہلے سوچ سمجھ کر احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہدایت سے فائدہ احتیاط سے زندگی بسر کرنے والے لوگ ہی اُٹھا سکیں گے۔ یہی لوگ ہیں جن میں تقوے کا رنگ پایا جاتا ہے۔

یہ کتاب ساری دنیا کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی ہے۔ اور یہ خطاب بھی سارے جہان والوں سے کر رہی ہے۔ مگر عملاً اس سے نفع صرف وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں۔ جن کے اندر سچائی کی طلب اور تلاش ہو۔ آخر ہر کام کے لئے کچھ سامان کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً چلنے کے لئے پاؤں ضروری ہیں ، دیکھنے کے لئے آنکھیں۔ اسی طرح قرآن سے ہدایت حاصل کرنے کے لئے دل کے اندر تقویٰ یعنی احتیاط کا مادہ موجود ہونا لازم ہے۔ سورج تو سارے جہان پر چمکتا ہے۔ لیکن جنہوں نے اپنی دیکھنے کی قوت ہی ضائع کر دی ہو۔ اُن کے لئے اس کی روشنی بیکار ہے۔ اگر زمین سخت ہو تو بارش اُس پر بے اثر ثابت ہوگی۔ دلوں میں تقویٰ پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم خود اپنے کاموں کا محاسبہ کرتے رہا کریں۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے فرمایا " قبل اس کے کہ دُوسرے تم سے جواب طلب کریں۔ تم خود اپنا جائزہ لیتے رہا کرو " ۔

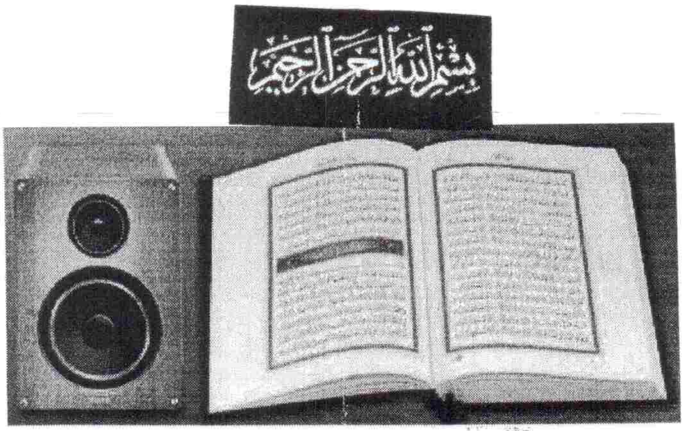

متقیوں کی صفات

(۱)

ایمان بالغیب

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ --- جولوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ ۔ آیت ۲)

قرآنِ مجید اُن لوگوں کے لئے دستورِ حیات ہے جو نہایت خلوص اور پاک نیت سے فائدہ اُٹھانا چاہیں۔ جن میں احتیاط اور نگہداشت سے زندگی بسر کرنے کا جذبہ اور استعداد موجود ہو اور وہ محتاط اور پاکیزہ زندگی گذارنے کے مشتاق ہوں۔ اس آیت میں متّقین کی پہلی صفت بیان کی جاتی ہے۔ جو قرآنی ہدایت سے ان میں پیدا ہوگی۔ وہ یہ ہے کہ وہ ایسی چیزوں پر بن دیکھے ایمان لاتے ہیں۔ جن کا وجود ظاہری حواس سے بلند ہو۔

ایمان کے بغیر دِل میں بے چینی اور بے قراری ہی رہتی ہے۔ کیونکہ اِس کی عدم موجودگی میں شک ، تردّد اور وہم اور گُمان اپنی جگہ دل میں بنا لیتے ہیں لیکن ایک ایماندار سخت سے سخت مُصیبت اور آزمائش کے وقت بھی کبھی نہیں گھبراتا۔ بلکہ اُس کی ڈھارس بندھی رہتی ہے۔ کیونکہ اُس کو یقین ہوتا ہے کہ وہ ایک بڑا سہارا اور مظبوط آسرا رکھتا ہے۔ اِس سے دماغ کو سکون ، دل کو اطمینان اور روح کو چین نصیب ہوتا ہے۔ عالمِ غیب کا یہ عقیدہ دین کا مغز اور ایمان کی روح ہے۔ اس کے بغیر ایمان پختہ نہیں ہوتا۔

ہم نے اپنے آپ کو قرآنِ کریم سے ہدایت لینے کے لئے تیار کرلیا۔ اور متقی لوگوں میں شامل ہوگئے۔ اب ہمیں چاہیئے کہ قرآن کی تعلیمات کے مطابق اپنے اندر وہ صفات پیدا کرلیں۔ جن کا قرآنِ حکیم حکم دیتا ہے۔ ہمیں بلا چوں چرا غیب کی تمام حقیقتوں پر ایمان لے آنا چاہیئے۔ جن کی خبر ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

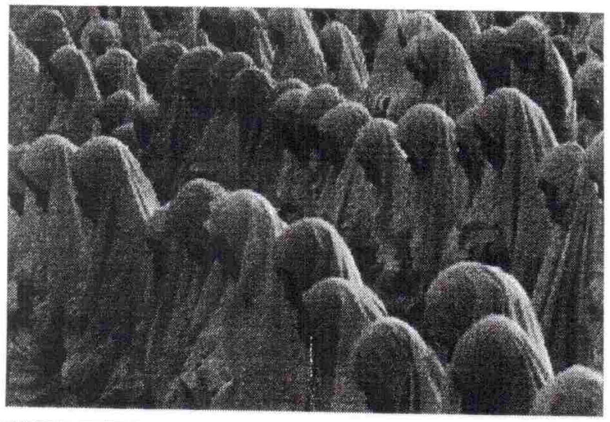

(۲) نماز کی پابندی

وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ ۔۔۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ ۔ آیت ۲)

ایمان بالغیب کے بعد متقی لوگوں کی دوسری صفت بیان کی گئی ہے۔" یعنی وہ نماز پابندگی کے ساتھ ادا کرتے ہیں " نماز خدا کے آگے جُھکنے اور اُس کی بندگی کا اظہار کرنے ، اللہ سے گہرا تعلق پیدا کرنے اور امت کے تمام لوگوں میں نظم پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ نماز بدنی عبادتوں میں سب سے اعلیٰ ہے۔اور ایمان اور توحید کا اظہار اس کے ذریعہ بڑی خوبی سے ہوتا ہے۔انسان کے لئے بھی اِس میں اخلاقی ، طبّی اور مادی فائدے ہیں۔اور پوری اُمّت کے لئے بھی اِس میں بہت سے معاشرتی فائدے ہیں۔

تمام مسلمان پاک وصاف ہو کر دن میں پانچ مرتبہ ایک امام کے پیچھے قبلہ کی طرف مُنہ کر کے ایک قطار میں کھڑے ہوتے ہیں اور اپنے خدا کے سامنے حاضر ہو کر اپنی بندگی اور آپس میں بھائی بھائی ہونے کا اقرار کرتے ہیں اس سے جماعت کے تمام لوگوں کے دل کھوٹ حسد اور خود غرضی سے پاک ہو جاتے ہیں ، باہمی اُلفت ، محبت اور مساوات پیدا ہوتی ہے۔ایک دوسرے کے دکھ درد کا احساس ہوتا ہے۔انسان بے حیائی اور گناہ سے رُکتا ہے۔

نماز با جماعت سے امیر کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔قوم باقاعدگی اور پابندگی کی زندگی کا سبق سیکھتی ہے۔چنانچہ اسلام کی ابتدائی زندگی میں مسلمانوں کو جس قدر کامیابیاں حاصل ہُوئیں ان کی سب سے بڑی وجہ یہی نماز باجماعت کی باقاعدگی تھی۔بدوی لوگ جو کسی نظام کے تحت نہ تھے۔نماز کی پابندی سے منظّم ترین جماعت بن گئے اور دنیا کے لئے اتحاد کا نمونہ ثابت ہُوئے۔

حدیث میں آتا ہے ۔ کہ مُسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز ترکِ نماز ہے۔اس ارشادِ نبوی ﷺ کو اپنے اُوپر چسپاں کر کے دیکھنا چاہیئے کہ ہم کس گروہ میں شامل ہیں۔ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ نماز مومن کی معراج ہے۔وہ بدقسمت ہوگا۔جو اس بلند مرتبہ پر پہنچنا نہ چاہتا ہو۔

نماز ایک ایسی عبادت ہے جو اخلاقی روحانی ، انفرادی اور اجتماعی غرض ہر لحاظ سے مفید ہے۔اسی لئے نماز کو دین کا ستون قرار دیا گیا ہے۔

(۳) مالی قُربانی

وَ۔مِمَّا۔رَزَقۡنٰہُم یُنۡفِقُوۡنَ ۔۔۔ جو کچھ ہم نے اُنہیں دیا اُس میں سے خرچ کر تے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ۔آیت ۳)

آیت کے اِس حصّہ میں متقی لوگوں کی تیسری صفت بیان کی جاتی ہے۔یعنی جو کچھ اللہ نے انہیں دے رکھا ہے وہ اس میں سے مناسب اور اورضروری موقعوں پراور جائز اور مفید کاموں میں صرف کرتے ہیں۔اللہ کی راہ میں مال صرف کرنا بڑی قربانی ہے۔بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جسمانی عبادت تو کرتے ہیں۔مگر مال خرچ کرنے کا نام نہیں لیتے۔اِس قسم کا بُخل دُنیا اور آخرت دونوں جہان میں نقصان دہ ہے۔

جب انسان کے عزیز واقارب ، والدین اور رشتہ دار اِس کی طرف رجوع کرتے ہیں تاکہ اُن کی حاجتوں میں وہ اُن کی کچھ مدد کرے اور بخیل انکار کرتا ہے۔تو وہ سخت رنجیدہ خاطر ہوتے ہیں۔اور اُس کے کاروبار میں فرق آجاتا ہے۔کیونکہ ان لوگوں کا تعاون اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔۔اِس کے علاوہ معاشرہ میں حاجتمندوں ، یتیموں اور بے کسوں کی پرورش کا دستور نہیں رہتا۔اور قوم کی درستی ، عوام کی بہبودی اور دشمن کے دفاع میں خرچ نہیں کیا جاتا۔تو ساری قوم مُصیبت میں گرفتار ہو جاتی ہے۔اور انجام کار شخصی دولت بھی ختم ہو جاتی ہے اُخروی زندگی میں بُخل کا یہ انجام ہوتا ہے کہ جب دل پر مال کی محبت نقش ہو جاتی ہے اور موت کے وقت روح جسم کا ساتھ چھوڑتی ہے تو مال کی محبت میں بڑی بے چین رہتی ہے۔اور یہ بے جا محبت اس جہان میں سانپ بچھو اور آگ کی صورت میں ظاہر ہو کر عذاب کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ دین و دنیا کی کامیابیوں کے لئے ضروری ہے کہ یہاں مالی قربانی کی جائے۔اور اسی طرح اُس کی دی ہوئی قوتوں ، صلاحیتوں اور استعدادوں کو خدمتِ خلق میں خرچ کریں۔

ہمارا فرض ہے کہ اپنی تمام کوششوں ، قوتوں ، صلاحیتوں اور مال و دولت کو عام لوگوں کی خدمت میں لگانے سے پیچھے نہ ہٹیں۔ اپنی ہمت اور حیثیت کے مطابق بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں۔اس میں مُلک اور قوم کا بھلا ہے اور اِس میں ذاتی بھلا بھی ہے۔

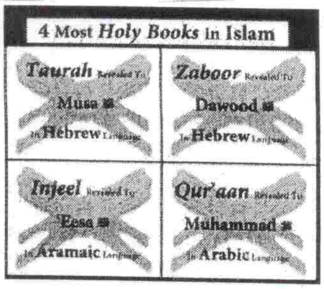

(۴) کتابوں پر ایمان

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ

اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اُس پر جو تیری طرف اُتارا گیا اور جو تجھ سے پہلے اُتارا گیا۔ (سورۃ البقرۃ۔ آیت ۳)

اس آیت میں متقی لوگوں کی چوتھی صفت بیان کی گئی ہے یعنی یہ لوگ تمام آسمانی کتابوں اور الہامی فرشتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ گویا اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ جو کتاب رسول پاک ﷺ کی طرف نازل ہُوئی ہے۔ اس کی تعلیمات و ہدایات پر صدقِ دل سے ایمان لایا جائے اور دوسرے یہ کہ جو کتابیں آپؐ سے پہلے نبیوں پر نازل ہوئیں اُنہیں بھی حق اور خُدا کی طرف سے مانا جائے۔

یہاں یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ قرآن مجید میں صرف آخری نبیؐ کی کتاب اور آپؐ سے پہلے نبیوں کی کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپؐ کے بعد ہونے والے نہ کسی نبی کا ذکر کیا گیا ہے اور نہ کسی کتاب کا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ورنہ وہ بھی اُس کے ساتھ ہی بیان کر دیا جاتا۔

جو نبی آپؐ سے پہلے ہو گذرے ہیں۔ اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ قرآن پاک نے ان میں سے بعض کا نام لے کر ذکر کیا ہے۔ باقی کی طرف صرف اشارہ کیا ہے نبیوں پر ایمان لانے سے مُراد یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے لے کر آخری نبی حضرت محمد ﷺ تک جتنے نبی آئے ہیں۔ اُن سب کی نسبت سے یہ یقین رکھنا کہ وہ سب خدا کے بھیجے ہوئے تھے۔ اور وہ اپنے اپنے زمانے میں مناسب وقت پر تعلیم دیتے رہے۔ پہلی آسمانی کتابوں میں سے چار کتابوں کا ذکر قرآن مجید نے خاص طور پر کیا ہے۔

(۱) حضرت ابرہیمؑ کے صحیفے (۲) حضرت موسیٰؑ کی تورات (۳) حضرت داؤدؑ کی زبور اور (۴) حضرت عیسیٰؑ کی انجیل۔

رسول اللہ ﷺ نے سلسلہ نبوّت کو ایک محل سے تشبیہ دی۔ فرمایا کہ ہر نبی اس عمارت کے بنانے میں اپنے اپنے زمانہ میں ایک ایک اینٹ رکھتا رہا آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام تشریف لائے اور انہوں نے بھی قصرِ نبوّت میں ایک اینٹ لگا دی لوگ اس عمارت کو دیکھتے تھے۔ اور اس کی بڑی تعریف کرتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتے تھے کہ اس میں ایک اینٹ کی کسر باقی رہ گئی ہے۔ کاش وہ بھی اپنی جگہ پر ہوتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ اینٹ میں ہوں اور قصرِ نبوّت میں اب کسی اور اینٹ کی ضرورت نہیں رہی۔

اللہ کے یہ تمام نبی دُنیا والوں کے سامنے ہمیشہ ایک ہی سچّائی پیش کرتے رہے کہ تمام جہانوں کا رب ایک اللہ ہے۔ اب قرآن اپنے ماننے والوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اُن سب پر ایمان لائیں۔ رواداری اور سچائی کو قبول کرنے کی اس سے اعلیٰ مثال اور کیا ہوسکتی ہے۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ

(۵) قیامت پر ایمان

وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ

اور وہ جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ ۔ آیت ۴)

یہ دنیا دار العمل ہے۔ یعنی وہ زندگی جس کے بعد عمل کی مہلت ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد آنے والی دُنیا دار الجزا ہے۔ جس میں ہمارے ایک ایک کام کا پورا بدلہ ملے گا۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِس دنیا میں بھی ہمیں اِس کے حالات وواقعات کے لحاظ سے بدلہ ملتا رہتا ہے لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اِس دنیا میں انسان کو پورا بدلہ نہیں ملتا۔ نیک عمل جزا سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور بد کردار مجرم سزا سے بچ جاتے ہیں۔ حالانکہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کا کوئی عمل بھی بے نتیجہ نہ رہ جائے۔ اِس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا دن مقرر کر دیا ہے جس روز ہر انسان اور ہر قوم کو اپنے ہر عمل کا پُورا پُورا بدلہ ملے گا۔ اسی لئے جزا وسزا کے لئے ایک مستقل آئندہ عالم پر یقین رکھنا۔ ایک صحیح دین کے ضروری اجزا میں سے ہے۔

اس سے یہ بات بھی واضح ہوگئی عالمِ آخرت کا اس دُنیا سے گہرا تعلق ہے۔ وہ زندگی ہمارے ان کاموں ہی کا نتیجہ ہوگی۔ جو ہم یہاں کرتے ہیں۔ اِس لئے متقی لوگوں کی یہ صفت ہے کہ وہ ہر کام کرنے سے پیشتر یہ اطمینان حاصل کر لیتے ہیں کہ وہ کام عاقبت اور انجام کے لحاظ سے آسمانی تعلیمات اور خدائی ہدایات کے خلاف تو نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں انتخاب واختیارِ عمل کی پوری آزادی دے رکھی ہے منزل تک پہنچنے کے لئے ہمارے سامنے کئی راہیں ہیں لیکن ہمیں صرف وہی اختیار کرنی چاہیئے۔ جس کی ہدایت اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ اگر عاقبت اور جزا وسزا کا عقیدہ ہر لمحہ ہمارے پیش نظر رہے تو یقینی امر ہے کہ ہم اس دنیاوی زندگی میں راست بازی اور اعتدال کی راہ پر قائم رہیں گے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی زندگی قرآنی اُصولوں میں ڈھالیں۔ تا کہ اس کا نتیجہ نہاہت خوشگوار ہو۔ اور ہم دونوں جہان میں کامیاب ہوں۔ جس شخص کو اپنے اعمال کی جوابدہی ، حساب کتاب اور بدلہ پر یقین نہ ہوگا۔ وہ اپنے اعمال درست نہ کر سکے گا۔

روزے سے تقویٰ کیسے حاصل کریں ؟

روزے کا اصل مقصد اپنے اندر تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ تقویٰ اللہ سے ڈرنے کا نام ہے۔ یہ اللہ سے امید رکھنے اور اس سے خوف کھانے کا نام ہے یہ اللہ سے تعلق کا نام ہے۔ یہ اللہ کی عبادت کرنے کا نام ہے۔ یہ اپنے آپ کو بچانے کا نام ہے۔ یہ اپنا تزکیہ کرنے کا نام ہے۔ آیئے کوشش کریں تا کہ آنے والے رمضان میں تقویٰ کا حصول ممکن ہو سکے۔

☆ **روزہ رکھ کر اللہ سے ڈریں۔** ہر وہ کام جس کے نتیجے میں اللہ کی پکڑ آسکتی ہو اسے کرنے سے رُک جائیں۔ اگر کسی کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوتے رہے ہیں تو اس کے لئے اللہ سے معافی مانگیں۔ قیامت کے دن اللہ کے سامنے حاضری کا سوچیں۔ قبر میں دیے جانے والے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگیں۔ وہ واسع المغفرہ ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ اس کی پکڑ بڑی شدید ہے۔ یہ نہ ہو کہ روزہ رکھا ہو ، بھوک پیاس برداشت کر رہے ہوں اور ساتھ ساتھ ایسے کام بھی ہو رہے ہوں۔ جو روزے کے اجر کو ضائع کر دیں۔ تقویٰ یہی ہے کہ صرف بھوکے پیاسے نہ رہیں۔ بلکہ دل کے پورے احساس کے ساتھ روزہ رکھیں۔

☆ **روزہ اللہ سے محبت کے احساس کے ساتھ رکھیں۔** یہ حکم میرے رب نے دیا ہے۔ مجھے اُس سے محبت ہے اس لئے مجھے اس کی بات ماننی ہے۔ وہ میرا خالق ہے ، وہ جانتا ہے کہ روزہ رکھنے میں میرے لئے کیا بہتری ہے ؟ اِس بھوک پیاس سے مجھے کیا سیکھنا ہے ؟ اپنے رب سے محبت کرتے ہوئے خوش دلی سے سحری کھانی ہے ، دن کو بھوک پیاس برداشت کرنی ہے ، تنگ نہیں ہونا ، غصہ نہیں کرنا ، کسی پر روزہ رکھ کر احسان نہیں جتانا۔ اس بھوک پیاس میں بھی ایک سرور حاصل ہو گا۔

☆ **روزہ رکھ کر اللہ سے بخشش کی اُمید رکھیں اور ساتھ ہی پکڑ کا خوف بھی رکھیں۔** اُمید ہو کہ اس رمضان میں اپنے سارے گناہوں کی بخشش کروانا ہے۔ اور وہ ذات جو سب سے بڑھ کر مہربان ہے ضرور میری خطاؤں کو معاف کر دے گا۔ اُمید کا یہ پہلو غالب رہنا چاہیئے۔ تا کہ آخری روزے تک اور اُس کے بعد بھی کثرت سے استغفار کیا جائے۔ اللہ کی پکڑ کا احساس بھی ساتھ رہے تا کہ کہیں مطمئن ہو کر بیٹھ نہ جائیں۔ اور رمضان کی بابرکت گھڑیاں گزر جائیں۔ اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں۔

☆ **روزے کی حالت میں اللہ سے اپنے تعلق کو بہتر کریں۔** اسی کو اپنے ہر دکھ اور سکھ کا ساتھی سمجھیں ہر غم ، پریشانی اور دکھ اُس کے آگے رکھ دیں۔ اسے اپنے قریب محسوس کریں ، اپنی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب۔ ہر دعا صرف اُسی سے مانگیں خواہ وہ کتنی غیر معمولی

کیوں نہ ہو۔ وہ رب ہے ہر چیز پر قادر ، اس کی بادشاہت سے کچھ بھی باہر نہیں ہے۔ اسی کو مشکل کشا اور ہر بگڑی کو بنانے والا سمجھیں۔ باقی ہر در سے تعلق توڑ لیں۔ اس کے سوا باقی کی ساری کائینات غیر اللہ ہے۔ اسی لئے ایک سے بھی کوئی اُمید نہ رکھیں۔ روزہ اُس کے لئے ہے اس لئے اس کی جزا بھی وہی دے گا تو پھر کسی اور کے ساتھ تعلق کیسا ؟

☆ **روزہ رکھ کر اللہ کی عبادت کے لئے کمر کس لیں**۔ ہر نماز وقت پر پڑھیں ، کوئی قضا نہ ہونے پائے۔ خشوع سے خالی نہ رہے۔ دل و جان سے اسکے آگے کھڑے ہو جائیں۔ رکوع و سجدے کریں۔ نوافل کی کثرت کریں۔ تراویح چھوٹنے نہ پائے۔ قرآن کی تلاوت بڑھا دیں۔ کوئی حرج نہیں اگر مقابلہ کر کے قرآن ختم کریں۔ مقابلہ کرنے والوں کو ایسے کاموں کے لئے مقابلہ کرنا چاہیئے بس مقابلہ میں ریا سے بچیں۔ صدقہ و خیرات میں جس حد تک جاسکیں جائیں۔ ہر نفل عبادت کا اجر فرض کے برابر اور ہر فرض کا بڑھ کر ستر گنا ہونے والا ہے۔ پیچھے نہ رہیں۔ یہی موقع ہے۔ تقویٰ کے حصول کا۔ آگے بڑھنے والے ہی آگے رہیں گے۔

☆ **روزہ رکھ کر خود کو بچائیں** ۔ جھوٹ نہ بولیں۔ غیبت نہ کریں۔ گالی گلوچ اور لعن طعن سے باز رہیں۔ اپنی زبان کو قابو میں رکھیں۔ لغو اور بیہودہ باتوں اور کاموں سے پرہیز کریں۔ فضول اور لایعنی پروگرام نہ دیکھیں۔

☆ **روزہ رکھ کر اپنا تزکیہ کریں** ۔ اپنے دلوں کو صاف کر لیں۔ ہر بغض و کینہ نکال دیں۔ بدگمانی سے بچیں۔ اپنے نفسوں کو سیدھی راہ پر رکھیں۔ اپنی کمزوریوں کا ادراک کریں اور اُن کی اصلاح کریں۔ دوسروں کو تبلیغ کرنے کے ساتھ ساتھ خود کو بھی سبق سیکھائیں۔ اپنے عیب خود ڈھونڈیں۔ اور انہیں خوبی میں بدلنے کی کوشش کریں۔ خود کو اور دوسروں کو ایک ہی پیمانے سے تولیں۔

☆ **روزہ کی حالت میں اپنا محاسبہ کرتے رہیں** ۔ کیا ٹھیک کیا اور کیا غلط ہو گیا مسلسل جائیزہ لیں تا کہ بہتری آسکے۔ کتنی عبادت کی پلاننگ کی تھی اور کتنی کی ؟ اور کتنی تلاوت کرنی تھی اور کتنی ہوئی ؟ کیا جھوٹ تو نہیں بولا ؟ کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی کوئی بات تو نہیں کی ؟ والدین یا بڑوں کی نافرمانی تو نہیں ہوئی ؟ یہ محاسبہ تقویٰ کے حصول میں مددگار ہوگا۔

روزہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ اور تمام انبیاء کی شریعت میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہے۔ روزہ کا اصل مقصد تقویٰ کا حصول ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔" اے لوگو جو ایمان لائے ہو ! تم پر روزے اِس طرح فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم متقی بن جاؤ۔" (سورۃ البقراۃ ۔ آیت ۱۸۳)

یعنی روزہ صرف کھانا پینا ترک کر دینے کا نام نہیں بلکہ خود کو ان تمام گناہوں اور خرابیوں سے روکنے کا نام ہے۔ جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں منع کیا ہے۔ اور جن کا ارتکاب اُس کی ناراضگی کا سبب بن سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ "روزہ ایک ڈھال ہے۔ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ کوئی فحش کام نہ کرے اور نہ شور وشغب کرے۔ اگر کوئی گالی دے یا اُس سے لڑنے کی کوشش کرے تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔" لہٰذا روزے کی حالت میں ممکنہ حد تک اپنے آپ کو غلط کاموں سے بچائے اور تقویٰ کی روش اختیار کرے۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ آنے والے رمضان میں ہمیں تقویٰ کی دولت سے مالا مال کردے۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ
ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً

کامیاب لوگ

اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں ۔اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ ۔آیت ۵)

سورۃ فاتحہ میں ہم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت دے۔ اِس کے جواب میں ہدایت کا ایک پیغام ملا۔

اس کے بعد چند علامتیں بیان ہوئیں جن میں یہ موجود ہوں۔ وہی ہدایت یافتہ لوگ ہیں۔

(۱) ان کا اعتقاد اس مادی دنیا کے علاوہ عالمِ غیب پر ہوتا ہے۔

(۲) اللہ سے اپنا تعلق عملی طور پر ظاہر کرنے کے لئے نماز قائم کرتے ہیں۔

(۳) اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اُس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

(۴) رسول پاک کو بہترین ہادی اور قرآن کریم کو اللہ کا کلام مانتے ہیں۔

(۵) قرآنِ کریم سے پہلی آئی ہوئی کتابوں اور ہدایتوں کو بھی مانتے ہیں۔

(۶) جزا اور سزا کے دن پر یقین رکھتے ہیں۔

اب اس آیت میں بتایا گیا ہے۔ یہی متقی اپنے رب کی حقیقی ہدایت پر ہیں۔ یہی لوگ دُنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب و بامُراد ہوں گے دُنیا کی فلاح یہ ہے کہ انہیں ہدایت کی راہ نصیب ہوگی۔ اور ہر حیثیت سے مکمّل اور بہترین دستورِ ہدایت مِل گیا۔ جس کے مطابق اُنہوں نے اپنی زندگی ڈھال لی اور ہر قسم کی کامیابی حاصل کرلی۔ اور آخرت کی فلاح یہ ہے کہ انہیں اپنے کاموں کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔

اسلام سے پہلے عرب قوم مفلس تھی۔ شتر بانی اُنکا پیشہ تھا۔ اُن کے پاس دولت نہ تھی نہ لشکر۔ نہ کھانے پینے کی بہتات۔ لیکن جب اُنہوں نے اسلام قبول کرلیا اور قرآن کی تعلیمات پر پختگی سے عمل کیا۔ تو جس طرف بھی گئے۔ وہ کامیاب ہوئے۔ زمین نے اُن کے قدم چُومے اور آسمان نے ان پر برکتوں اور رحمتوں کی بارش کی۔ اللہ نے ان سے جو وعدے کئے تھے سب پورے ہوئے۔ اگر آج ہم بھی قرآن پاک کے احکام کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھال لیں۔

تو کامیابی کا یہ وعدہ ہمارے لئے بھی ہے اور ہم بھی دُنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرلیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقیقت تقویٰ اور اُس کے فوائد

یا ایھا الذین امنوا تقوا اللہ حق تقتہ " اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسے اللہ سے ڈرنے کا حق ہے"

فاتقوا اللہ ما ستطعتم " تو تم اللہ سے تقویٰ اختیار کرو جتنا تم سے ہو سکے۔" (آل عمران)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ تقویٰ کی ضرورت و اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید فرقانِ حمید کی تلاوت کرنے والے پر یہ بات عیاں ہے کہ درجنوں نہیں سینکڑوں آیات صرف تقویٰ ہی کے موضوع پر نازل ہوئیں۔ بہت سی آیات ایسی ہیں جن میں بڑے پُر زور انداز میں خالق کائینات نے بندوں سے تقویٰ کا مطالبہ کیا ہے۔ کئی آیات ایسی ہیں جن میں تقویٰ اختیار کرنے پر اجر و ثواب کا وعدہ ہے اور کہیں ترکِ تقویٰ پر عذاب کی وعید۔ کہیں ترغیب اور کہیں فقط مسلمانوں کو خطاب ہے تو کہیں بنی نوع انسان کو۔ اس صفتِ حمیدہ کی ضرورت کا اندازہ اس بات سے بھی ہو جاتا ہے۔ جنت میں جتنے بھی آدمی داخل ہوں گے۔ وہ سارے کے سارے تقویٰ کے کسی نہ کسی درجے میں ضرور ہوں گے۔

آپ نے پچھلے اوراق میں تقویٰ کے لفظی معنی پڑھے تھے۔ اب دیکھتے ہیں کہ تقویٰ ہے کیا اور اُس کے لغوی اور شرعی معنی کیا ہیں۔

تقویٰ کا لغوی اور شرعی معنی : تقویٰ " وقٰی اور وقایۃ " سے بنا ہے جس کے معنی بچنا، حفاظت کرنا وغیرہ۔

" تقویٰ " کے لغوی معنی ہے نفس کو اس چیز سے محفوظ رکھنا جس سے اُس کو ضرر کا خوف ہو۔ اصلاح شریعت میں انسان کا اُن کاموں سے بچنا جو اس کے لئے آخرت میں غضب خداوندی کا باعث ہوں تقویٰ کہلاتا ہے۔

تقویٰ کے متعلق سلف و صالحین کے اقوال :

(۱) حضرت عبداللہ بن عباسؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ " تقویٰ یہ ہے کہ انسان شرک، کبیرہ گناہ اور بے حیائی کے کاموں سے بچے۔"

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر اور امام حسنؓ فرماتے ہیں۔" تقویٰ یہ ہے کہ تو ہر کسی کو اپنے سے بہتر سمجھے اور اپنے آپ کو ہر کسی سے حقیر اور کم تر۔"

(۳) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے صاحبزادے فرماتے ہیں : کہ تقویٰ صرف دن کو روزہ رکھ لینے اور رات کو عبادت کے لئے قیام کرنے کا نام نہیں۔ بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اس سے بچے اور جو فرض کیا ہے اسے ادا کرے۔

(۴) حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ متقی وہ شخص ہے جو اپنے نفس سے دشمنی کرتے ہوئے اس کے خلاف چلتا ہے ایک قول یہ ہے

تقویٰ ہر اس چیز سے بچنے کا نام ہے جو تجھے اللہ تعالیٰ سے دور کردے۔

(۵) حضرت قاسم بن قاسمؒ فرماتے ہیں " تقویٰ آداب شریعت کی حفاظت کا نام ہے۔" ایک قول یہ ہے کہ اپنے دل کو غفلتوں سے نفس کی شہوتوں سے ، حلق کو لذتوں سے اور اعضاء کو گناہوں سے بچالینا تقویٰ ہے۔ جب یہ چیزیں حاصل ہو جائینگی تو اُس وقت قربِ خداوندی کی منزل تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہ رہے گی۔

(۶) حضرت علیؓ کا ارشاد گرامی ہے : " معصیت پر اصرار نہ کرنا اور اپنی عبادت پر ناز و اعتماد نہ کرنا تقویٰ ہے۔"

(۷) ابو درداءؓ نے فرمایا " تقویٰ ہر قسم کی بھلائی کا جامع ہے یہ وہ چیز ہے۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے اولین اور آخرین کا حکم دیا ہے۔"

(۸) " علامہ سید شریف جرجانیؒ اپنی مشہور و معروف کتاب التعریفات میں لکھتے ہیں کہ آدابِ شریعت کی حفاظت کرنا اور ہر وہ کام جو تمہیں اللہ تعالیٰ سے دور کردے اس سے خود کو باز رکھنا تقویٰ ہے۔"

خلاصہ : تمام تعریفیں اپنی اپنی جگہ درست ہیں اور تقویٰ کے مختلف درجات کسی نہ کسی وجہ سے حاوی ہیں۔ تمام تعریفات کو مدِ نظر رکھ کر تمام اقوال کا خلاصہ یہ ہوا۔ نیک کاموں کو بجالانا اور بُرائیوں سے بچنا اور اپنی زندگی کے شب و روز حسبِ استطاعت اور اتباع شریعت میں گزارنا تقویٰ ہے۔

تقویٰ کے درجات : تقویٰ کے عام طور پر تین بڑے درجات ہیں۔ **(۱) ادنیٰ درجہ (۲) متوسط درجہ (۳) اعلیٰ درجہ**

(۱) ادنیٰ درجہ : دائمی وابدی عذاب سے بچنا۔ یعنی کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام یں داخل ہونا یہ درجہ ہر کلمہ گو مسلمان کو حاصل ہے۔

امام ترمذیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابی کعبؓ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کلمت التقویٰ کی تفسیر میں فرمایا۔

" لا الہ اللہ محمد رسول اللہ " پڑھ کر دین اسلام کے قلعہ میں پناہ لے لے اور اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچالے۔ خیال رہے کہ کلمۂ اسلام تقویٰ کا ادنیٰ درجہ ہونے کے ساتھ ساتھ باقی درجات کے لئے شرف کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔ تقویٰ کا یہ پہلا درجہ یعنی کلمۂ اسلام نماز کی تکبیرِ تحریمہ کی مثل ہے جیسے کہ تکبیر تحریمہ ایک لحاظ سے نماز کے لئے ایک شرط کی حیثیت رکھتی ہے کہ دیگر ارکانِ نماز سے پہلے اِس کا پایا جانا ضروری ہے اور ایک لحاظ سے ارکانِ اسلام میں داخل ہے۔ بغیر اس کے نماز ہی نہیں ہو سکتی۔ ایسے ہی پہلا درجہ کلمۂ اسلام دیگر درجاتِ تقویٰ یا ارکانِ تقویٰ کے لئے شرط کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے بغیر آدمی تقویٰ کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ جبکہ دوسری سمت سے دیکھو تو کلمۂ اسلام تقویٰ کا پہلا اور ادنیٰ درجہ ہے کہ آدمی صرف کلمہ پڑھ کر اسی پر اکتفا کر جائے۔

(۲) متوسط درجہ : تقویٰ کا متوسط اور درمیانہ درجہ یہ ہے کہ فرائض اور واجبات کو ادا کرنا حرام کاموں اور کبیرہ گناہوں سے بچنا ہر مسلمان کے لئے کم از کم اس قدر تقویٰ ضروری ہے۔

(۳) اعلیٰ درجہ : فرائض و واجبات کے علاوہ نوفل بھی بکثرت ادا کرنا۔ حرام کے ساتھ ساتھ مکروہات اور متشبہ چیزوں سے بھی پرہیز اختیار کرنا۔ کبیرہ گناہوں سے بچنا اور صغیرہ پر اصرار نہ کرنا یہ تقویٰ کا خواص ہے۔

اعلیٰ ترین درجہ : یہ مقربین کا تقویٰ ہے۔ فرائض و واجبات کی ادائیگی کے علاوہ سنتیں و نوافل کو بھی پابندی کے ساتھ ادا کرنا اور ہر چیز

سے بچنا جو یادِ خدا سے غافل کر دے۔ اور سنت نبوی ﷺ پر چلتے ہوئے شریعت کی کامل اتباع کرنا۔

رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا " خبردار حلال چیزیں بھی واضح ہیں اور حرام بھی واضح ہیں اور ان کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں۔ بہت سے لوگ ان کو نہیں جانتے۔ پس جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچ گیا۔ اُس نے اپنے دین کو بچالیا اور اپنی عزت محفوظ کر لی۔

تقویٰ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہو جاتا ہے کہ قرآنِ مجید میں (236) سے زائد آیات ایسی ہیں جن میں مختلف انداز میں تقویٰ ہی کا بیان ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہو جاتا ہے کہ دنیا میں جتنے بھی انبیاء کرام تشریف لائے سبھی نے اپنی اپنی اُمتوں کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا۔ قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ رب العزت نے مومنوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقٰتہٖ ۔ " اے ایمان والو ! تم اللہ سے تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ اختیار کرنے کا حق ہے۔"

اللہ سے ڈرنے اور اس سے تقویٰ کرنے کا حق تو یہ ہے کہ مومن تا دمِ مرگ سجدہ سے سر ہی نہ اُٹھائے ، تقویٰ کا حق ادا کرنا بندوں کے بس کی بات ہی نہ تھی۔ چنانچہ اپنے حکم میں نرمی فرماتے ہوئے ارشاد ہوا۔" جتنا تم سے ہو سکے اتنا تو اللہ سے تقویٰ اختیار کرو۔" بعض مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ اس آیت مذکورہ بالا آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا ہے۔ پہلی آیت پر عمل کرنا بہت مشکل تھا۔ اس آیت سے ہر کسی کو اپنی اپنی حیثیت کے مطابق گنجائش مل گئی۔ کیونکہ انبیاء کرام کی استطاعت اور ہے صحابہ کرام کی اور اولیاء کاملین کی استعداد اور ہے۔ مومنین کی اور ہے۔

امام الانبیاء کا تقویٰ : " ما استطعتم " یہ جب امام الانبیاء عمل کریں گے۔ تو دیکھو گے کہ ساری ساری رات عبادت میں بیت جاتی ہے۔ پاؤں پر ورم آ جاتا ہے۔ حد یہاں تک ہو جاتی ہے کہ خود رب کائینات کو کہنا پڑتا ہے۔" اے مزمل رات کو قیام کرو ، سوا کچھ رات کے آدھی رات یا اس سے بھی کم ۔" **(سوہ مزمل)**

سرکار دو عالم محمد ﷺ جب " ما استطعتم " کے مطابق عمل کرتے ہوئے رات کو عبادت کے لئے کھڑے رہتے ہیں تو سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ روح مبارکہ پرواز کر گئی ہے۔" ما استطعتم " پر عمل کرتے ہوئے جب سخاوت کی طرف آتے ہیں ہاتھ عطا فرمانے سے رُکتے ہی نہیں یہاں تک کے اپنی قمیض بھی اُتار کر سائل کو دے دیتے ہیں۔ رب قدوس کو پھر کہنا پڑتا ہے۔" ہاتھوں کو اتنا کھلا نہ چھوڑ دو کہ اپنی ضرورت کا بھی خیال نہ رہے۔"

آئیں ذرا نبی کریم ﷺ کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی ایک جھلک دیکھ لیتے ہیں۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ساری رات بے قراری میں گزار دی بار بار کروٹیں بدلتے ، بے چینی کی کیفیت نمایاں تھی۔ ازدواج مطہرات میں سے کسی نے عرض کیا وجہ ہے کہ آپ کو ساری رات نیند نہ آئی ؟ ارشاد فرمایا : ایک کھجور پڑی ہوئی تھی۔ اُٹھا کر کھا لی کہ مبادا کہ ضائع ہو جائے۔ اب فکر لاحق ہے کہ کہیں صدقہ کی نہ ہو دراصل بات یہی ہے کہ وہ صدقہ کی نہ تھی چونکہ آپ کے پاس صدقہ کا مال بھی آتا۔ بس اس خیال نے آپ کو بے چین کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقویٰ کی صفت حسنہ سے موصوف ہونے والوں کا بہت بلند مقام بھی ہے اور اجرِ عظیم بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے سب سے زیادہ عزت و تکریم والا وہی ہے جو زیادہ متقی ہے (القرآن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

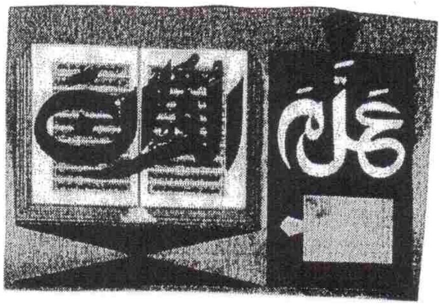

تقویٰ کی اہمیت وفضیلت قرآ ن کریم کی روشنی میں

قرآن مجید میں ۲۳۶ سے زائد آیات ایسی ہیں جن میں مختلف انداز میں تقویٰ ہی کا بیان ہے ۔جن میں سے یہاں چند آیتوں کا ذکر کیا جائے گا۔

جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور ڈرتا ہے اللہ سے اور بچ کر چلے اس سے سو وہ ہی لوگ ہیں مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

(سورۃ النور۔آیت ۵۲)

سو ڈرو اللہ سے جہاں تک ہو سکے اور سنو اور مانو اور خرچ کرو اپنے بھلے کو۔اور جس کو بچا دیا اپنے جی کے لالچ سے سو وہ لوگ ہی مراد کو پہنچے والے ہیں ۔

(سورۃ المجا لۃ ۔آیت ۱۶)

اے ایمان والو جب تم کان میں بات کرو تو مت کرو بات گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی اور بات کرو پرہیزگاری کی اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے پاس تم کو جمع ہونا ہے۔

(سورۃ المجالۃ ۔ آیت ۹)

اے ایمان والو کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی !اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو !عدل کرو یہی بات زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرتے ہو

(سورۃ المآئدہ۔آیت ۸)

اے بیویو !تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو ،اگر تم پرہیزگاری کرو تو نرم لہجے سے بات کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ بُرا خیال کرے اور قاعدے کے مطابق کلام کرو۔

(سورۃ الاحزاب۔آیت ۳۲)

اے اولاد آدمؑ !کی اہم نے اتاری تم پر پوشاک جو ڈھانکنے تمہاری شرم گاہیں اور اتارے آرائیش کے کپڑے اور لباس پرہیزگاری کا وہ سب سے بہتر ہے یہ نشانیاں ہیں اللہ کی قدرت کی تاکہ وہ لوگ غور کریں

(سورۃ الاعراف۔آیت ۲۶)

اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ اُن کے خون بلکہ اُسے تو تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے۔اسی طرح اللہ نے ان جانوروں کو تمہارا مطیع کر دیا کہ تم اس کی رہنمائی کے شکریے میں اس کی بڑائیاں بیان کرو اور نیک لوگوں کو خوشخبری سنا دیجیے !

(سورۃ الحج۔آیت ۳۷)

اور اگر تم عورتوں کو اِس سے پہلے طلاق دے دو کہ تم نے انھیں ہاتھ لگایا ہو اور تم نے ان کا مہر بھی مقرر کر دیا ہو تو مقررہ مہر کا آدھا دے دو یہ اور بات ہے کہ وہ خود معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے تمہارا معاف کر دینا تقویٰ سے بہت نزدیک ہے اور آپس کی فضیلت اور بزرگی کو فراموش نہ کرو ، یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

(سورۃ البقراۃ ۔ آیت ۲۳۷)

آپ اُس میں کبھی کھڑے نہ ہوں البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(سورۃ التوبۃ ۔ آیت ۱۰۸)

اپنے گھرانے کے لوگوں پر نماز کی تاکید رکھ اور خود بھی اس پر جمارہ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے بلکہ ہم خود تجھے روزی دیتے ہیں ، آخر میں بول بالا پرہیزگاری ہی کا ہے۔

(سورۃ طٰہٰ ۔ آیت ۱۳۲)

اے ایمان والو ! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ ، راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کر دے ، عدل کیا کرو جو پرہیزگاری (تقویٰ) کے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو ، یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

(سورۃ المائدہ ۔ آیت ۸)

بیشک جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے حضور میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں ، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری (تقویٰ) کے لئے جانچ لیا ہے ان کے لئے مغفرت ہے اور بڑا ثواب ہے۔

(سورۃ الحجرات ۔ آیت ۳)

پھر آیا ایسا شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ سے ڈرنے پر اور اللہ کی خوشنودی پر رکھی ہو ، یا وہ شخص ، کہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد کسی گھاٹی کے کنارے پر جو کہ گرنے ہی کو ہو ، رکھی ہو ، پھر وہ اُس کو لے کر آتشِ دوزخ میں گر پڑے ، اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو سمجھ ہی نہیں دیتا۔

(سورۃ التوبہ ۔ آیت ۱۰۹)

یہ سن لیا اب اور سنو ! اللہ کی نشانیوں کی جو عزت و حرمت کرے اس کے دل کی پرہیزگاری (تقویٰ) کی وجہ سے یہ ہے۔

(سورۃ الحج ۔ آیت ۳۲)

حج کے مہینے مقرر ہیں اس لئے جو شخص ان میں حج لازم کر لے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے بچتا رہے تم جو نیکی کرو گے اس سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو ، سب سے بہتر توشہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے اور اے عقلمندو ! مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔

(سورۃ البقرۃ ۔ آیت ۱۹۷)

اور وہ اس وقت نصیحت حاصل کریں گے جب اللہ تعالیٰ چاہے ، وہ اسی لائق ہے کہ اس سے ڈریں اور اُس لائق بھی کہ وہ بخشے۔

(سورۃ تبٰرک الذی ۔ آیت ۵۶)

یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا ۔

(سورۃ التین ۔ آیت ۴)

تقویٰ کا بیان احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

☆ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو متقی اور پرہیز گار ہے۔ (القرآن)

☆ سیدنا ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کرم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ " اے میرے پروردگار میں تجھ سے ہدایت کا ، پرہیز گاری (تقویٰ) کا ، پاک دامنی کا اور بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔" (مسلم)

☆ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے تھے " جو شخص کسی بات پر قسم کھالے ، پھر اس میں زیادہ پرہیز گاری والی بات دیکھے تو اُس کو چاہئے کہ وہ پرہیز گاری والا عمل اختیار کرے ۔" (مسلم)

☆ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا ۔" اللہ سے ڈرو اپنی پانچوں نمازوں کو ادا کرو ، رمضان المبارک کے روزے رکھو ، اپنے مالوں میں سے زکوۃ ادا کرو اور اپنے حاکموں کی اطاعت کرو یقیناً تم اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔" (ترمذی)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " اللہ اس دنیا میں تمہیں جانشین بنانے والا ہے کیونکہ دنیا شیریں اور سرسبز و شاداب ہے۔ وہ دیکھے گا تم کام کیسے کرتے ہو ؟ اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو دنیا کے دھوکے سے بچو اور عورتوں کے فتنے میں مبتلا ہونے سے بچو۔ کیونکہ بنی اسرائیل کی پہلی آزمائش عورتوں ہی کے بارے میں تھی۔" (مسلم)

☆ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں سے اپنے نفس کی اصلاح کی بھی دعائیں تھیں۔ آپ ﷺ یہ دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ میرے نفس کو تقویٰ سے آراستہ فرما اور اس کا تزکیہ فرما دے۔ تو ہی اس کا بہترین تزکیہ فرمانے والا ہے۔ تو ہی اس کا ولی (نگہبان) اور تو ہی اس کا آقا ہے۔ (حصن حصین)

☆ رسول اللہ ﷺ دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔" تقویٰ یہاں ہے۔ تقویٰ یہاں ہے۔" (حصن حصین)

☆ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں " متقی وہ شخص ہے جو بعض جائز چیزوں کو ناجائز کے خوف سے چھوڑ دے۔ یعنی ناجائز سے اتنا ڈرتا ہے کہ بعض جائز چیزوں کو ترک دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

☆ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ عبادت کی زیادتی سے علم کی زیادتی بہتر ہے۔ بہترین دین تو تمہارا تقویٰ ہے۔ (طبرانی)

☆ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”جب بندے نے نکاح کر لیا تو اُس کا نصف دین محفوظ ہو گیا۔ باقی نصف دین کو بچانے کے لئے اللہ سے تقویٰ اختیار کرے۔“ (بیقہی)

☆ نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ” ایک مومن بندے کے لئے تقویٰ کے بعد نیک بیوی سے بہتر کوئی شئے نہیں۔ نیک عورت کی صفات یہ ہیں کہ جب اُس کو حکم دیا جائے تو وہ تعمیل کرے۔ جب خاوند اُس کی طرف دیکھے تو اُس کو خوش کر دے۔ اگر کبھی اُس کو قسم دی جائے تو اُس کو پورا کرے۔ اگر خاوند کہیں چلا جائے تو خاوند کے پیچھے سے اپنے خاوند کے مال اور اپنی عصمت کی حفاظت کرے“ (ابن ماجہ)

☆ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ” اللہ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تم لوگ خاکساری کیا کرو اور کوئی شخص کسی شخص پر فخر نہ کیا کرے۔“ (مُسلم)

☆ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے عاجزی وانکساری اختیار کی اللہ تعالیٰ اُس کا مرتبہ بلند کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو اعلیٰ درجہ میں سب سے اونچے مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے۔“ (ابن حبان)

☆ اللہ کے نبی ﷺ حجتہ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ ” تمہارا رب ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک ہے۔ عربی کو عجمی پر ، کالے کو گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔ اب تو بزرگی صرف تقویٰ اور پرہیزگاری سے حاصل ہو سکتی ہے اور اللہ کے نزدیک بزرگ وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو گا۔“ (بیہقی)

☆ دوزخ اور جنت میں ایک دفعہ مناظرہ ہوا۔ دوزخ نے کہا مجھ میں تو مغرور اور متکبر لوگ داخل ہوں گے۔ جنت نے کہا مجھ میں تو ضعیف و کمزور مسلمان داخل ہوں گے۔ اللہ نے ان دونوں کے درمیان اس طرح سے فیصلہ کیا کہ دوزخ سے کہا تو میرا عذاب ہے۔ میں جس کو چاہوں گا تیرے ذریعے عذاب علیم دوں گا۔ جنت سے کہا تو میری رحمت ہے۔ میں جس کو چاہوں تیرے ذریعے رحمت کر دوں۔ مناظرے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو تم دونوں کا مالک ہوں۔ (متفق علیہ)

☆ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو دوست رکھتا ہے جو متقی ہو۔ اس کا نفس مطمین ہو۔ اور وہ گوشہ نشین ہو۔ (مسلم)

ظاہر ہے کہ تقویٰ کا تعلق باطن سے ہے۔ اور باطن کی اصلاح ہی سے اعمال کی قدر و قیمت بڑھتی ہے۔ آج ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے نفس میں تقویٰ پیدا کریں اور اپنے دلوں میں عاجزی وانکساری کو اپنا شعار بنالیں ہمیں چاہئے کہ ہم لوگ اعمال وہ کریں جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل حال ہو۔ نیک صالح اعمال کرنے سے انسان میں تقویٰ، عاجزی وانکساری پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے اپنے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ ”تم میں سے بہترین شخص وہ ہے کہ جو سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہو گا۔ اس لئے اے ایمان والو اپنے اندر عاجزی وانکساری کی راہ کو ہموار کرو۔“ (القرآن) اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں نیک و صالح اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں کو تقویٰ، عاجزی وانکساری سے روشن کر دے۔ آمین اور اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں قرآن و سنت پر پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

متقین کا مقام

دنیا میں عزت : ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔۔انّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم (الحجرات ۔آیت ۱۳)

’’بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔‘‘

ان المتقین فی جنّٰت و نہرٍ ہ فی مقعدِ صدقٍ عند ملیکٍ مقتدرٍ ہ (القمر۔آیت ۵۴۔۵۵)

’’بے شک متقی لوگ باغات اور نہروں میں ہوں گے۔ذی اقتدار بادشاہ کے پاس سچائی کی مجلس میں۔‘‘

تقویٰ اور روزہ : روزہ ان اعمال میں سے ایک ہے۔جو تقویٰ کے حصول میں مددگار ہوتے ہیں۔روزے سے مقصود یہی ہے کہ بندہ مومن ایک طرف دن کے ایک مخصوص حصے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت پابند وقت گزارے ، اس دوران بھوکا پیاسا رہنے کے ساتھ ساتھ ایسے کام کرے جو تقویٰ بڑھانے کا ذریعہ بنیں۔نیز اپنی زبان ، دل اور دیگر اعضاء کو ان تمام امور کی انجام دہی سے روکے جن سے بچنے کا حکم دین نے عام حالات میں بھی دیا ہے۔

تقویٰ میں اضافہ کرنے والے اعمال : روزہ کی حالت میں ۔۔۔

- پانچوں نمازوں میں اول وقت پر خشوع و خضوع ادا کریں۔
- نماز تراویح اور دیگر نوافل کا اہتمام کریں۔
- قرآن مجید کی تلاوت معمول سے زیادہ کریں۔
- اپنے لیے اور دوسروں کے لئے خوب دعا کریں۔
- کثرت سے استغفار کریں۔
- روزمرہ کے کاموں کے دوران اللہ کا ذکر جاری رکھیں۔
- درسِ قرآن کی مجلس میں شرکت کریں۔
- اچھی و اصلاحی کتابوں کا مطالعہ کریں۔
- اللہ کی محبت میں پوشیدہ صدقہ کریں۔
- نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔
- اپنے غصہ پر قابو رکھیں ۔
- لوگوں کی زیادتیوں کو معاف کردیں۔

تقویٰ میں کمی کرنے والے اعمال : روزہ کی حالت میں ۔۔۔

- لڑائی جھگڑا نہ کریں۔ - غیبت و چغلی میں شامل نہ ہو۔ - فتنہ و فساد کا حصہ نہ بنیں۔ - بدگمانی و تجسس سے پرہیز کریں۔
- جھوٹ و بہتان تراشی سے بچیں۔ - بدزبانی و گالی گلوچ سے زبان کو آلودہ نہ کریں۔ - فحاشی و بے حیائی کے تمام کاموں سے بچیں۔
- کینہ و حسد سے دل کو صاف رکھیں۔ - بغض و عناد کو دل میں جگہ نہ دیں۔

☆ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆

اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کس کو حاصل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

☆

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ

شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ

اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ﴾

(پ ۲۶ ع ۱۴ سورۃ الحجرات ۱۳)

ترجمہ

اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور تمہارے قبیلے برادریاں بنا دیں۔ تاکہ پہچان رہے۔ بے شک تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو تقویٰ والا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبردار ہے۔

☆

فائدہ

بزرگی اور بڑائی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ ہے۔ جو متقی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بزرگ ہے۔ اگرچہ کم ذات کا ہو۔ اور جو متقی نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بزرگ ہی نہیں ہے۔ اگرچہ ذات کا بڑا ہو۔ قوم پر فخر ہرگز درست نہیں اصل چیز تقویٰ ہے۔

اللہ ہم سب کو متقی بنائے

(آمین)

اے اللہ

اس سے پہلے کہ دنیا مجھے رسوا کر دے۔ تو میرے جسم میری روح کو اچھا کر دے۔

یہ حالت اپنی جو میں نے خود بنائی ہے مگر جیسا تو چاہتا ہے اب مجھے ویسا کر دے۔

میرے ہر فیصلے میں تیری رضا ہو شامل جو تیرا حکم ہو وہ میرا ارادہ کر دے۔ آمین

آپ تمام کی دعاؤں کی طالب مسز سیّدہ قمر رضوی (عرف رشیدہ)